بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ آزادی کے نامور فرزند مولانا لیاقت علی الہ آبادی

قسط (۱)

تحریر و ترتیب: مولانا اشرف جاوید

ہندوستان کی تاریخ میں اہل حدیث کا وجود بہت قدیم ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ہر دور میں باطل کے ہر ریلے کے سامنے بند باندھا۔ ان کا مرکزی نقطہ نظر صرف اور صرف یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کا نظام پوری طرح نافذ ہو جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اسلامی ممالک میں تو اس کا نفاذ ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ مسلمان پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا پابند ہے۔ ہندوستان میں سید احمد شہید اور سیدنا محمد اسماعیل شہید نے جو تحریک شروع کی تھی۔ اس کا بنیادی مقصد اسلامی حکومت کا قیام اور انگریزی حکومت سے آزادی کا حصول تھا۔ اسی کام کیلئے انہوں نے مسلسل جدوجہد کی۔ یہ دونوں رہنما تو ۱۸۳۱ء کے معرکہ بالاکوٹ میں شہادت سے سرفراز ہوئے مگر ان کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری صادق پوری علماء نے ایک طویل عرصے تک فرمائی۔ اس سلسلے میں مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی، مولانا احمد اللہ، مولانا یحییٰ علی، غازی عبد اللہ اور ان کے جانشینوں کی جاں پرور قربانیاں تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔ اہل علم و خبر سے یہ مخفی نہیں کہ مولانا ولایت علی حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور ان سے ہمہ جہتی فیض یافتہ تھے۔ مولانا ولایت علی اور ان کے جانشینوں نے بالاکوٹ کے سانحے کے بعد جنگ و پیکار اور جہد و جہاد کا جو

سلسلہ قائم کیا اس کی گواہی دشمن کے قلم سے بھی ٹپکی پڑتی ہے خود انگریز مؤرخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے۔ (W-W)

"ہم نے ان سے کئی مہمات پر جنگ لڑی مگر یہ لوگ ہمارے لئے وبال جان بنے رہے اور یہ پہلے سے زیادہ جوش و خروش لیکر اٹھتے رہے"۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان۔ ہنٹر)

یہاں جس بزرگ ہستی کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ مولانا لیاقت علی الٰہ آبادی ہیں۔ الٰہ آباد وہی جگہ ہے جہاں مولانا محمد فاخر زائر الہ آبادی پیدا ہوئے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے ہم عصر تھے۔ اور تحریک اہلحدیث کے ایک مقتدر قائد تھے۔ مولانا لیاقت علی بھی اسی مردم خیز سرزمین سے اٹھے اور یہیں کتاب و سنت کے چراغ روشن کئے۔

"مولانا لیاقت علی الہ آبادی کے نواسے قاضی محمد ایوب صاحب الحمدللہ زندہ ہیں اور اپنے گاؤں مہگاوں ضلع الہ آباد میں رہتے ہیں۔ مولوی ابوالخیر صاحب فاروقی ساکن موضع پریوا ضلع پرتاب گڑھ نے مجھے بتایا کہ یہ بڑے دیندار اور اعتقاداً و عملاً نہایت پرجوش اور پختہ اہلحدیث ہیں۔ اپنے نانا مولوی لیاقت علی صاحب کے متعلق انہوں نے بڑے وثوق کے ساتھ کہا کہ وہ قطعی اہلحدیث تھے بلکہ اہلحدیث گر تھے۔ وہ رفع الیدین کرتے تھے۔ سنت نبوی ﷺ کے عاشق تھے۔" (اہلحدیث اور سیاست ص ۱۵۶)

"مولانا لیاقت علی بن مہر علی موضع مہگاؤں پرگز ضلع الہ آباد کے رہنے والے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۱۵ء اور ۱۸۲۰ء کے درمیان ہوئی۔ ان کے والد کاشتکاری کا پیشہ کیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے چچا کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی۔

مروجہ تعلیم کی تحصیل کے بعد درس وتدریس اور وعظ و تذکیر کا مشغلہ شروع کردیا۔ مولوی صاحب نے اپنی اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز اسی مسجد کو بنایا جو سرکٹ کلاں مہگاؤں میں واقع ہے۔ "(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات) از محمد ایوب قادری ص ۵۷۳)

مولانا لیاقت علی مرحوم کا تعلق سید احمد شہید کی تحریک سے تھا۔ جسے خلیق نظامی بیان کرتے ہیں کہ:۔

"مولانا لیاقت علی الہ آبادی بھی اسی مکتب خیال کے مجاہد معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے شائع کئے ہوئے دو اشتہارات کا مضمون ملاحظہ فرمایئے۔ ایک ایک حرف سید صاحب کے اندازِ فکر کی ترجمانی کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ایک اشتہار میں ستائیس اشعار اس جہادیہ نظم سے نقل کئے گئے جو سید صاحب کے مجاہدین میدان جنگ میں پڑھا کرتے تھے"۔ (۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ ۱۶ از خلیق نظامی

معلوم ہوا کہ مولانا نے جہاد کیلئے دو اشتہارات شائع کئے۔ جس سے لوگوں کو جہاد کی ترغیب ہوئی اور لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پہلا اشتہار تو وہی ہے جو مولانا خرم علی بلہوری مرحوم (ف ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء) کی لکھی ہوئی جہادیہ نظم سے ہے۔ جو میدان جنگ میں پڑھتے تھے اور دوسرا اشتہار حسب ذیل ہے۔

الحمد لله ذی المجد والكرم والصلوة على نبيه الاكرم صلى الله عليه وسلم و على اله و صحبه ناصبى لواء الهمم و جميع متبعى الدين الشرع الاعظم

بعد حمد و صلوٰۃ کے واسطے رفع حجت بروز قیامت و تبلیغ احکام شریعت کہ طریقہ سنت ہے۔ خادم الطلبہ و احقر الفقراء امیدوار رحمت رب الغنی محمد لیاقت علی الہ

آبادی چند باتیں ضروری فرمان واجب الاتقان اعنی قرآن مجید و فرقان حمید اور ارشاد فیض بنیاد برگزیدہ لم یزل حضرت محمد ﷺ سے بخوبی ثابت و مستحقق کر کے مسلمانان بایمان کو سناتا ہے جو بدعات ظلم و فساد سازی سلطنت ہندوستان میں بالخصوص ضلع الہ آباد میں کفرہ فجرہ نصاری کا علی العموم اوپر ہر ایک مومن متبع اسلام کرام کے از قبیل غارت گری و آتش زدگی و قتل و پھانسی و کندیدگی مکان و چھاپ زنی و خونریزی علماء و مشائخان و احراق کلام اللہ شریف و احادیث و کتب فقہ وغیرہ ہو رہا ہے۔ اظہر من الشمس ہے۔ اس صورت میں تمام مومنین مخلصین کو لازم ہے کہ وہ مستعد جہاد ہو جاویں۔ بموجب ارشاد فیض بنیاد آنحضرت ﷺ کے

لکل نبی حرفۃ و حرفتی الجہاد

ہر نبی کے لئے ایک پیشہ مقرر رہا اور میرا پیشہ جہاد ہے۔

بے شک جس نے پیشہ چھوڑ دیا وہ ذلیل و خوار اور فقر و فاقہ میں گرفتار ہوا۔ فقط اب بموجب ان الجنۃ تحت ظلال السیوف۔ فائدہ اخروی اٹھاویں۔ اور درجہ شہادت کا جس میں زندگی ہمیشہ کی ہے اور نعمائے جنت اور۔ ازواج حوران بہشت پاویں اور کسی طرح کا شک و خطرہ بد دل میں نہ لاویں۔ اور جان و مال سے جہاں تک ممکن ہو شرکت بجالاویں ایسا نہ کریں کہ اوقات سعید و آوان حمید میں شرکت سے محروم رہیں اور پچھتاویں۔ اور جو شخص کہ اس مقدمہ میں پیشوائی کرے اسی کو امام سمجھ کر بموجب

الجہاد واجب علیکم مع کل امیر براً کان اوفاجراً

کے تابعداری کریں۔ کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید فضائل جہاد سے بھرا ہوا ہے۔ سورۃ توبہ میں جا بجا ارشاد ہے اور احباب سے امید ہے کہ انتظار نامہ و پیام نام بنام

جوگانہ نہ کریں۔ صرف اس اعلان کو کافی و وافی بوجھ کر ہر صاحب اپنے ملاقاتی واحباب سے ارشاد کریں اور جہاد میں بڑا سامان یہ ہے کہ بندے توکل بخدا کریں اور امداد جانب خالق کون و مکان سے ہو سو امداد غیبی صریح و ظاہر و باہر کہ مسلمانان ہندوستان کے بسبب بے استطاعتی زر وعدم موجودگی گولہ و بارود و توپ و لشکر و مجبور و ناتواں ہو رہے تھے۔ سو خالق احد اللہ الصمد نے دین احمد ﷺ کو جیسا کہ باطناً قوی اور توانا کیا ہے ویسا ہی ظاہری سامان واسطے تسکین خاطر تم ضعفاء و مسکیناں اور امداد دین متین کے انہیں کفار نابکار نصاری بداطوار سے بلا سبب و کوشش ہم لوگوں کے دلا دیا۔ چنانچہ لشکر سوار اور پیادہ و توپ و گولہ بارود و زر کثیر خصوصاً قطعہ شقہ عطیہ حضرت فرمانروائے کشور ہند ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و عموماً امداد و عساکر توپ میگزین جناب برجیس قدر ادام اللہ حشمتہم والی لکھنو سے اور ہمراہی تمام راجگان قلمرو لکھنو و راجگان قرب و جوار الہ آباد وغیرہ اور اخلاق و اتفاق سارے ہندوستان میں باوصف ہونے اختلاف و مذاہب کے سو یہ سب دلائل کامل و براہین مدلل کمر بندی اوپر اندفاع اس قوم نصاری طاغی باغی کے ہے۔ مناسب ہے کہ جو بھائی مسلمان اس خبر فرحت اثر کو سنے وہ فوراً مستعد ہو کر کمر ہمت جہاد باندھیں اور شہر الہ آباد تشریف لاویں۔ اور قلعہ بند کفار نابکار کا قلع قمع کر کے بزور تیغ بے دریغ اپنی کے خاک میں ملا دیں۔ اور باقی ماندوں کو اس ملک سے بھگادویں۔ پھر اطمینان سے حکومت عدالت اسلام فرما دیں۔

اور چند آیات ذیل عبارت مع ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و

انفسھم اعظم درجة عنداللہ واولئک ھم الفائزون۔(توبہ)
انفرو خفافاً و ثقالاً وجاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون۔ (التوبہ)
ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص۔ یاایھا الذین امنواھل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم۔ تومنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون۔ یغفرلکم ذنوبکم و یدخلکم جنات تجری من تحتھا الانھر و مسکن طیبة فی جنة عدن ذالک الفوز العظیم واخری تحبونھا نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین۔
(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء از محمد ایوب قادری ص ۴۷۰-۴۷۴ و ۱۸۵۷ء کے مجاہد غلام رسول مہر ص ۱۴۰ تا ۱۴۲۔ مشاہیر جنگ آزادی ص ۱۸۲۔ غدر کے چند علماء ص ۱۳۰۔ تحریک مجاہدین جلد ۳۔ ڈاکٹر صادق حسین ص ۴۵ تا ۴۹)

یہ اشتہار تھا جو انہوں نے خون گرمانے کے لئے عوام الناس میں شائع کیا اور اس کی وجہ سے لوگوں میں جہاد کا شوق اور جوش بیدار ہوا۔"

اس فتوئ جہاد کے جو اثرات مرتب ہوئے ان کے متعلق میاں محمد شفیع اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

"الہ آباد یہاں ہندو اور مسلمان دونوں انقلاب کی سر توڑ کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ خاص کر ہزاروں مسلمان پختہ عزم کے ساتھ تلے بیٹھے تھے۔ کہ کب وہ وقت آئے۔ انگریز بھی سمجھ رہا تھا کہ مسلمان میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جس کی مجھے فکر ہے۔ ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ اس وقت مسلمان انگریز کی تباہی کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ الہ آباد کا مسلمان ہر لحاظ سے ہندو کی نسبت بہت زیادہ

ترقی یافتہ تھا۔ یہاں مسلمانوں نے اس تحریک آزادی کو ایسے خاموش اصول پر چلا کر بڑھایا کہ انگریز کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اور خود وہاں کے جج منصف تمام سرکاری ملازم اس آگ میں شریک ہوئے۔ (۱۸۵۷ء میاں محمد شفیع ص۹، ۲۵۰) کچھ رجمنٹیں الہ آباد پر (مجاہدین کا) تسلط ہو جانے کے بعد دہلی آ گئیں۔ کیونکہ مولوی لیاقت علی نے کئی سال فوج میں بھی ملازمت کی تھی اور ان کے چچا دائم علی بھی فوج میں ملازم تھے۔ (۱۸۵۷ء ایوب قادری ص ۵۷۳)

مولانا کا فوج میں بھی اثر و رسوخ تھا جس وجہ سے یہ لوگ اس میں شریک ہوئے اور اپنے مریدوں کو بھی جہاد کی ترغیب و تشویق کی تلقین کرتے رہے۔ الہ آباد میں جنگ آزادی کا آغاز ۵۔ جون ۱۸۵۷ء کو ہوا اور سکھوں نے شروع میں یہ وعدہ کیا تھا کہ بگل بجتے ہی ہم تمہارے ساتھ مل جائیں گے لیکن وقت پر انہوں نے غداری کی اور قلعے پر قبضہ نہ ہونے دیا۔ پھر بھی شہر والے ہمہ تن فوجیوں کے ساتھ ہو کر پہلے دن انگریزوں کو قتل کرتے رہے۔ بنگلے جلاتے رہے اور انہوں نے تمام انگریزی نظم و نسق کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا علاقہ پہلے ہی بگڑ چکا تھا باوجود اس کے کہ زمیندار و جاگیردار عام طور پر مسلمان تھے کاشت کار کسان ہندو تھے اور انگریز کو یہ یقین تھا کہ یہ دونوں طبقے ہمارے خلاف اکٹھے نہیں ہو سکتے لیکن جیسا ہر جگہ ہوا تھا یہاں بھی ہندو مسلمان زمیندار اور کاشت کار انگریز کے خلاف ملک کی آزادی کیلئے یک جان ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پرانے پنشن خوار جن کو انگریز سے کوئی پرخاش نہ تھی اور جن کا مفاد سراسر ان سے وابستہ تھا سب سے تیز ہو کر اٹھے، کاشت کار اور کسان خاص طور سے پرانے زمینداروں کو اٹھا کر ان کے جھنڈے بلند کر کے انگریزوں کے تعاقب میں لگ گئے۔ وجہ یہ تھی کہ جب وہ لوگ شاہی زمانے کی

آسانیوں کا انگریزی راج کی سختیوں سے مقابلہ کرتے تھے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا تھا اور تڑپ تڑپ کر پرانے دور کو واپس لانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے تھے ابھی اس جوش و خروش کا آغاز تھا کہ بچوں نے ایک دن جھنڈے اٹھائے اور بازار میں انقلاب کے نعرے لگائے اس پر انگریزوں نے ان کو گرفتار کر کے موت کی سزا کا حکم دیا۔ ایک انگریز نے سفارش بھی کی لیکن منظور نہ ہوئی اور بچوں کو پھانسی دے دی گئی جس پر یہ خبر شہر میں پہنچی تو لوگ آندھی بگولے کی طرح اٹھ کر انگریز کی تباہی پر لگ گئے۔

انقلابیوں نے بہت جلد انگریز کا قلع قمع کر دیا کیونکہ مولانا کا فوج میں اثر تھا ایک عرصہ سے انگریزوں کے خلاف تحریک شروع ہو چکی تھی۔ عوام و خواص کے سوا فوج میں بددلی کے آثار تھے۔ میرٹھ میں انگریزوں نے جو سلوک فوجیوں کے ساتھ کیا تھا اور جس کا نتیجہ انقلاب ۱۸۵۷ء تھا اس کا اثر الہ آباد کی فوج ۶ (رجمنٹ) پر بھی پڑا گو وہ خفیہ طور پر اشیاء کا انتظام کر رہے تھے۔ ایک دستہ سپاہ پیدل جس کا افسر رام چند تھا۔ اپنے افسر سے توپ خانہ ہمراہ لے کر راج گھاٹ پر معین ہوا۔ کپتان الگزینڈر نے پریٹ جا کر سرکاری فوج سے کہا جنگی سامان قلعہ میں بھیج دو۔ یہاں پہلے انگریز مع اہل و عیال کے پہنچ گئے تھے۔ فوج نے جنگی سامان بھیجنے سے انکار کر دیا۔ ادھر راج گھاٹ کی فوج نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ کپتان الگزینڈر قتل کر دیا گیا تھا۔ کپتان برچ اجیٹن قلعہ کپتان بھی تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ پریٹ سے بگل جو بجا عام فوج بر سرپیکار ہو گئی۔ برل کی کوٹھی ڈاکخانہ اسمبلی بیل صاحب کا بنگلہ میجر مور ہوا اس اور مسز ہملٹن اور باہر کے بنگلوں میں آگ لگا دی۔ جس میں یہ لوگ جل کر خاکستر ہو گئے۔ بنگلوں کو بھی لوٹا گیا۔ (غدر کے چند علماء ص ۱۲۷

۱۸۵۷ء میں محمد شفیع ۱۵۰